مُحبت رُوح کی غذا

کشاف اقبال

محبت روح کی غذا

---تحریر: کشاف اقبال۔ کراچی---

شہزادہ بھائی۔
آج پھر میں ایک کہانی کے ساتھ حاضر ہور ہا ہوں امید ہے کہ آپ میری حوصلہ افزائی کریں گے اگر آپ نے ایسا کیا تو میں مزید لکھنے کی کوشش کروں گا اور میں تمام قارئین کا شکر گزار ہوں کہ وہ میری تحریروں کو پسند کرتے ہیں اور مجھے لکھنے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ میں نے اپنی اس کہانی کا عنوان ۔میرا نصیب رکھا ہے اگر آپ چاہیں تو اس کو تبدیل بھی کر سکتے ہیں۔ یہ ایک ایسی بدنصیب کی کہانی ہے جو اپنے نصیب کو سات سے کوس رہی ہے جس نے بے پناہ محبت کی لیکن ان کا ملاپ نہ ہو سکا میں اس کو لکھنے میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں یہ آپ پر چھوڑتا ہوں۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔

آج کچھ آئینے کی طرح صاف اور عیاں ہو چکا تھا تمام شبہات تمام احتمال سب دور ہو چکے تھے آج ذرا بھی بدحواس اور کنفیوز نظر نہیں آ رہی تھی جو گمان میرے دل و دماغ میں پچھلے ڈیڑھ سال سے مدفون تھا وہ گرمی کی اس تیز بارش کے ساتھ ساتھ یقین میں بدل کر میرے روبرو برس رہا تھا میں بھیگ رہی تھی ہر گزرتا ہوا لمحہ بارش کے شفاف پانی کی طرح میرے دل کو بھی تمام تر شبہات سے پاک کر رہا تھا۔

آج مجھے یقین ہو گیا تھا کہ جو کچھ بھی اس ڈیڑھ سال میں ہوا وہ میرا وہم نہیں تھا وہ محبت تھی جو یک طرفہ ہرگز نہ تھی اللہ کی دی ہوئی لاتعداد نعمتوں میں سے ایک نعمت تھی جو درخت کی ٹہنیوں سے ٹکرا کر میرے جسم کو بھیگا رہی تھی وہ یہ احساس بھی میرے اندر اجاگر کر رہی تھی کہ آج صحیح معنوں میں محبت ہو گئی ہے۔
ڈیڑھ سال کا عرصہ کافی تھا مجھے اس حقیقت سے شناسائی ہوئی تو میری دونوں آنکھیں پھٹی کی پھٹی سلے ہونٹ کھلے کے کھلے رہ

گئے میں اپنے آپ میں حیران رہ گئی۔
آخر ایک قابل اور سلجھی ہوئی لڑکی ایک ایسے لڑکے سے محبت کیسے کرسکتی ہے۔ جس کا تعلق یونیورسٹی کے ایک گروپ سے تھا محبت اگر سوچ سمجھ کر کی جاتی ہے وہ محبت ہی نہ کہلاتی محبت ایسے وجود کی پیدائش کے لیے عقل کا سہارا ہرگز نہیں لیتی یہ تو وہ جس کی ابتدا کی کسی کو خبر نہیں ہوتی بے خبر محبت اور وہی بھی۔
بارش اتنی موسلا دھار اور چنگاڑ کے ساتھ ہو رہی تھی کہ اس کی ایک ایک فربہ بوند اور خوفناک گرج چمک اس بات کی ترجمانی کر رہی تھی کہ یہ بارش تھمنے والی نہیں ہے یہ جسم کیا ہے یہ تو رتوں کو بھی پوری طرح بھگا کر کے ہی چھوڑے گی۔
میرے دل میں اس من موہن برکھا کے مناظر کو دیکھ کر وہ پل وہ لمحات یاد آنے لگے جو میں نے بلال کے ساتھ گزارے تھے برسات کی ایک ایک بوند کو محسوس کرتے کرتے مجھے بلال کے ساتھ گزاری ایک ایک یاد آنے لگی اور یوں میں یادوں کے گہرے سمندر میں بغیر سفینے کے ڈوبی جانے لگی تھی۔
یونیورسٹی کا پہلا دن تھا اپنا نام یونیورسٹی کے سب سے اچھے ڈیپارٹمنٹ پر لکھا دیکھ کر میرے اندر ایک جائز فخر سا آ گیا تھا ہر طرف افراتفری کا عالم تھا میرے سامنے کھڑا دوسرا شخص انجان تھا اور جان پہچان ہوتی بھی کیسے یونیورسٹی کا پہلا دن جو تھا ادھر ادھر کی بھاگ دوڑ کے بعد میں نے اپنا ڈیپارٹمنٹ آخر ڈھونڈ ہی لیا میں دیکھنے میں جتنی دلکش اور نازک تھی اتنی ہی زیادہ بہادر تھی اپنے اندر مردوں والی ہمت رکھتی پر اوپر سے بالکل نازک اور شرمیلی تھی ڈیپارٹمنٹ کے ہال میں سارے طالب علم آ کر منجمد ہو گئے تھے جیسے ہی ڈیپارٹمنٹ کے چیئرمین نے اپنا قدم ہال میں رکھا سب کے ہونٹ سل گئے اور ایک سناٹا سا چھا گیا چیئرمین نے وہاں کے تدریسی عمل سے سب کو آراستہ کرایا اور ڈسپلن وغیرہ کی باتیں کرنے اور قوائد وضوابط سے آشنا کرنے کے بعد انہوں نے سب کو کلاس کی طرف جانے کا اشارہ کیا ساری لڑکیاں ایک ساتھ ہو گئیں اور لڑکے ایک جانب سب کلاس روم میں آ تو گئے تھے مگر سب جانتے تھے کہ وہ یونیورسٹی لائف ہے پہلے دن پڑھائی تو ہوئی نہ تھی تھوڑی دیر لیکچر کا انتظار کرنے کے بعد سب کلاس روم سے باہر جانے لگے سب۔
جیسے ہی باہر نکلنے لگے ویسے ہی کلاس میں دس بارہ اور سٹوڈنٹ آ گئے اور کلاس کا دروازہ بند کر دیا انہوں نے تمام سٹوڈنٹ کو اپنی اپنی جگہ پر واپس بیٹھنے کا اشارہ کیا یہ سنتے ہی سب اپنی اپنی جگہ پر واپس بیٹھ گئے پوری کلاس میں کوئی سمجھتا یا نہ سمجھتا پر میں پوری طرح واقف ہو گئی تھی کہ وہ سٹوڈنٹ اس ڈیپارٹمنٹ کے سینئر ہیں اور ان کی رننگ کرنے یہاں آئے ہیں ان سٹوڈنٹس میں سے ایک نوجوان ایسا تھا جو پورے گروپ کی سربراہی کر رہا تھا وہ ایک ہینڈسم لڑکا تھا جو ظاہری حسن میں بقیہ اور سٹوڈنٹس سے کافی الگ تھا اس کی جسامت صاف ظاہر ہو رہی تھی کہ وہ تندرست اور جسم جان والے لڑکوں میں سے ہے وہ گڈ لڑا تمام سٹوڈنٹس کے سامنے آ کھڑا ہوا اور سب سے مخاطب ہوا۔

اسلام علیکم۔ میرا نام بلال یوسف ہے میرا تعلق یہاں کی اس امن پارٹی سے ہے میں آپ سب کو بہت مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ کا ایڈمیشن اس ڈیپارٹمنٹ میں ہوا ہے خوبصورت لڑکا امن پارٹ سے تعلق رکھتا تھا سب کے سب ڈر گئے کلاس کا دروازہ بھی ان لوگوں نے بند کر دیا تھا تا کہ کوئی باہر جانے نہ پائے بلال کا انداز بہت نارمل اور دوستانہ تھا مگر اس کے انداز گفتگو دیکھ کر کوئی بھی بتا سکتا تھا کہ اس کا تعلق کسی اچھے خاندان سے ہے۔

میں بھی اسی ڈیپارٹمنٹ کا اسٹوڈنٹ ہوں میرے ساتھ جتنے بھی لوگ یہاں کھڑے ہیں سب اسی ڈیپارٹمنٹ کے سیکنڈ ائیر سے تعلق رکھتے ہیں میرا مقصد آپ سب کو پریشان کرنا بالکل نہیں ہے بس یونیورسٹی کی روایت کر برقرار رکھتے ہوئے ہم یہاں آپ کی ریگنگ کرنے آئے ہیں وہ مزید بولا۔

ریگنگ کے الفاظ سنتے ہی سب کے حواس باختہ ہو گئے یہ میں دیکھتی ہی رہی میں سب سے آگے والی سیٹ پر بیٹھی تھی جہاں پر کسی نے ڈر کے مارے بیٹھنا گوارہ نہ کیا بلال اور اس کے ساتھیوں نے ایک ایک کر کے کافی سارے لڑکوں کو بلا لیا اور ڈانس بھی کروایا تو کسی نے ایکٹنگ کروائی۔

لڑکوں کی بے عزتی ہونے کے بعد اب باری تھی لڑکیوں کی بلال نے بغیر کچھ سوچے سمجھے مجھے اپنے پاس بلایا کیونکہ میں اس کے بالکل مقابل کانفیڈنٹ ہو کر بیٹھی تھی بغیر گھبرائے میں بالکل پرسکون سے انداز میں سامنے آکر کھڑی ہوگئی۔

آپ کا نام بلال مخاطب ہوا۔

براؤن بیلٹ۔۔۔میرے اندر چھپی ہوئی بہادری جاگ اٹھی تھی۔

اف آپ تو مجھے ڈرا ہی دیا۔۔۔وہ قہقہے مارتا ہوا بولا۔

آپ تو ابھی سے ڈر گئے۔۔۔میرا انداز اب بھی ویسے ہی تھا۔

آپ کو سب کے سامنے کوئی بھی گانا گا کے سنانا پڑے گا۔۔۔بلال سینہ چوڑا کر کے مخاطب ہوا۔

نہیں سناؤں گی۔ میں بغیر ہچکچائے بولی۔

آپ کو یہ کرنا پڑے گا یہ آپ کی ریگنگ کا حصہ ہے وہ میری آنکھوں میں شرارتی انداز کے ساتھ دیکھتے ہوئے بولا۔

کوئی زبردستی ہے کیا۔ لڑنا ہے مجھ سے مار لو پیٹ لو برا بھلا کہہ دو پر یہ یاد رکھو تمہارا تعلق چاہئے کسی بھی گھرانے سے ہو یہ میں تمہاری ایک نہیں سنوں گی سمجھے۔

میں نے شاید وہ کام کر دکھایا تھا جو کرنے کے لیے کسی لڑکے میں بھی ہمت نہ تھی میرے جملوں نے بلال اور اس کے ساتھیوں کا منہ بند کر دیا میں اس کی نظروں کے سامنے کلاس روم کا دروازہ کھول کر باہر چلی گئی اور وہ کچھ بھی نہ کہہ سکا بلال میری طرف حیران کن انداز میں دیکھتا رہ گیا بلال اس بات پر حیران نہیں تھا کہ ایک لڑکی نے اس کو سب کے سامنے ذلیل کیا نہ ہی اسے اس بات کا ذرا بھی برا لگا تھا وہ حیران تو اس بات پر تھا کہ ایک لڑکی اس قدر جوانمردی کے ساتھ کیسے بات کر سکتی ہے۔

وہ دن بلال کی زندگی میں پہلی بار آیا تھا

جب کسی لڑکی نے اسے متاثر کیا تھا یونیورسٹی کی تمام کلاسز کا وقت ختم ہو چکا تھا اور سب اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے سب کی زبان پر صرف میرے چرچے تھے میری دلیری کے چرچے تھے میں بس سٹاپ پر کھڑی بس کے آنے کا انتظار کر رہی تھی کہ اتنے میں اپنے آس پاس کے لوگوں کو کہتے سنا کہ حالات بہت خراب ہو گئے ہیں کسی بڑی بڑی شخصیت کا قتل ہو گیا ہے میں دل ہی دل میں دعائیں کرنے لگی کہ جلد از جلد بس آ جائے یا کوئی ٹیکسی پر تا کہ میں چلی جاؤں۔

بیس منٹ گزر چکے تھے کوئی نہ آیا سب اپنے اپنے گھر کو جا چکے تھے پر میری بس اب تک نہ آئی آج ہی پہلا دن تھا اور آج ہی حالات خراب ہونے تھے آئندہ سے اپنے ہمرا موبائل ضرور لاؤنگی میں موبائل گھر پر بھول گئی تھی تقریبا آدھا گھنٹہ گزر چکا تھا میرے سامنے کوئی بس یا ٹیکسی تو نہیں مگر ایک بائیک آ کھڑی ہوئی میں سمجھی کہ ہیلمٹ میں ملبوس وہی شخص کوئی چور ہے جو گن پوائنٹ پر میرا پرس چھین بھاگنے والا ہے میں نے چلانا شروع کر دیا۔

چور چور۔

بائیک والے نے اپنا ہیلمٹ اتارا تو میں دیکھ کر حیران ہو گئی کہ وہ کوئی چور نہیں تھا بلال تھا میں تمہیں پچھلے آدھے گھنٹے سے بس کا انتظار کرتے دیکھ رہا ہوں تم میرے ساتھ چلو میں تمہیں تمہارے گھر تک چھوڑ دیتا ہوں بلال مجھ سے مخاطب ہوا۔

میں اندر ہی اندر ڈر سی گئی تھی مجھے لگ رہا تھا کہ بلال کہیں مجھ کو اغوا نہ کر لے ویسے بھی اس کا تعلق کسی اونچے گھرانے سے تھا۔

نہیں نہیں بہت شکریہ تھوڑی دیر ہی میں بس آ جائے گی میں خود ہی چلی جاؤں گی۔۔ میں بوکھلا سی گئی۔

تمہیں پتہ ہے حالات کیسے ہیں شہر کا ہر فرد اپنے گھر کو چلا گیا ہے اور تم یہاں پر اب تک اکیلی کھڑی ہو بیٹھو بائیک پر بلال نے مجھ پر زور ڈالتے ہوئے کہا۔

پتہ ہے حالات کا اچھی طرح جبھی تو نہیں بیٹھ رہی آپ کی بائیک پر اور ویسے بھی جب سب ہی چلے گئے ہیں تو آپ کیوں کھڑے ہیں یہاں آپ بھی چلے جائیں میں نے دوٹوک الفاظ میں بولا۔

بلال میری باتوں پر قہقہے مارتا ہوا بولا۔ تم مجھ سے ڈر رہی ہو اس لیے کہ میرا تعلق اونچے گھرانے سے ہے میرا یقین کرو میں اس قسم کا لڑکا نہیں ہوں مجھے لڑکیوں کی عزت کرنا اچھی طرح آتا ہے اور تم میرے ساتھ چل رہی ہو کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ اس وقت اس قسم کے لڑکے تمہارے پاس آ جائیں جس قسم کا لڑکا تم مجھے سمجھ رہی ہو۔

میں اس کے جملے کے بعد گہری سوچ میں مصروف ہو گئی میری خاموشی کے درمیان بلال نے میری آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی اور اشارے سے پوچھا۔

کیا ہوا۔

بائیک آہستہ چلائیں گے ناں۔۔ میں نے خاموشی کے عالم میں باہر نکلنے کے بعد اس سے کہا

ہاں ہاں تم بیٹھو تو سہی۔۔ بلال میرے

معصومانہ سے جملے سن کر ہنستے ہوئے بولا۔
ایک طویل گفتگو کے بعد میں آخر کار اس کی بائیک پہ بیٹھ ہی گئی بلال نے جیسے ہی بائیک چلانا شروع کی تو میرے منہ سے ایک چیخ نکلی۔
کیا ہوا۔ اب بلال سے میری باریک نور دار چیخ برداشت نہ ہوسکی۔
آہستہ چلائیں پلیز میں گر جاؤں گی۔ میں افسردگی کے ساتھ التجانہ انداز میں بولی۔
اس سے زیادہ آہستہ اور کیا ہو گا تم ہی بتا دو مجھے ویسے اگر تمہیں لگ رہا ہے کہ میں تیز چلا رہا ہوں تو تم مجھے پکڑ کر بیٹھ سکتی ہو وہ مجھے چھیڑتے ہوئے بولا۔
شٹ اپ۔ میں آگ بگولا ہوئی بائیک کے پیچھے ایک ہینڈل لگا ہوا تھا میں نے اللہ اللہ کر کے اس ہینڈل کا سہارا لیا۔
تم واقعی بہت بہادر ہو آج جو کچھ تم نے کیا وہ کوئی عام لڑکی نہیں کر سکتی سفر کے درمیان وہ مجھ سے مخاطب ہوا۔
اس کی باتوں پر جواباً خاموش رہی مجھے ایسا لگا جیسے وہ مجھ سے گھل ملنا ہونا چاہتا ہے لحاظہ بلال کے دل میں کسی قسم کی کوئی امید جگائے بغیر ہی میں جواباً خاموش ہی رہی۔
کچھ بول بھی دو ایک تو تمہیں تمہارے گھر تک چھوڑ رہا ہوں اور تم ہو کہ۔ وہ مزید مجھے چھیڑنا شروع ہو گیا۔
میں نے کہا تھا آپ کو کہ مجھے گھر چھوڑ دیں اتار دیں یہی پہ چلی جاؤں گی۔ میں خود ہی عورت ہوں پر مردوں والے ساتھ کام کرنے آتے ہیں اپنے دل میں یہ گمان نہ پیدا کریں کہ میں اکیلی ہوں ویسے کوئی ہمیں ٹیکسی نہیں ملی تو موقع کا فائدہ ہی اٹھالیا جائے میں بدحواس ہو کر بولتی گئی۔
بات سنوں تمہیں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ میں ان لڑکوں میں سے نہیں ہوں پرانے خیالات کا ہوں تم سب لڑکوں کو ایک جیسا کیوں سمجھتی ہو کچھ دن اور لگیں گے پر تم سمجھ جاؤ گی کہ میں کس طرح کا لڑکا ہوں میرا تعلق اچھے گھرانے سے ہے اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہوا کہ میں لڑکیوں کے ساتھ کچھ غلط کروں تم ایسا سوچ بھی کیسے سکتی ہو وہ غصے میں بائیک روکتے ہوئے بولا۔
آ۔۔آئم سوری ۔مجھے اچھی خاصی شرمندگی محسوس ہوئی میرے سوری بولنے پر وہ جواباً خاموش ہی رہا ارو دوبارہ بائیک چلانا شروع کر دی۔
اٹس اوکے ۔گھر کے دروازے پر اتارتے ہوئے کہا۔
مجھے میرے گھر تک چھوڑنے کا بہت شکریہ میں بائیک سے اترتے ہوئے بولی۔
بائے دا وے تمہارا نام کیا ہے براؤن بیلٹ مت کہنا اس بار پلیز بلال سوالیہ انداز اختیار کیے ہوئے بولا۔
روبینہ۔ میں سنجیدگی کے ساتھ اس کی باتوں کا جواب دیتی ہوئی اپنے گھر کی طرف چل دی۔

دن گزرتے رہے اور ہم دونوں ایک دوسرے کے ساتھ برتاؤ میں تھوڑا بہت فرق آیا اور وہ یہ کہ ہم دونوں ایک دوسرے کے ساتھ کبھی کبھی باتیں کرنے لگے تھے اس سے

زیادہ کچھ نہیں ان چھ ماہ میں قدرت نے ہر موقع پر ہر راستے پر دونوں کا آمنا سامنا کرایا پر قدرت کا اثر نے اثر رہا۔

ایگزامز کے اختتام پذیر ہو گئے تھے او رمیں بہت اچھے نمبروں سے فتح یاب ہوگئی تھی پوری کلاس میں نمایاں کارکردگی دکھانے کے بعد میری خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی میرا بس نہیں چل رہا تھا خود پر میری خوشی کے ساتھ ایکسائٹمنٹ قدرت نے بارش برسا کر پوری طرح بیدار کردیا تھا ڈیپارٹمنٹ کی سیڑھیوں پر بیٹھی اپنی دوستوں کے ساتھ اپنے رزلٹ کی خوشی بانٹتے ہوئے میں نے جیسے ہی بارش کی بونداور مہک محسوس کی تو دیوانی سی ہوکر سیڑھی پر سے اٹھ کھڑی ہوئی اور دوڑتی ہوئی ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ والی لین میں آگئی تھی ہلکی ہلکی بونداباندی نے رفتہ رفتہ لباس موسلا دھار برسات کی شکل میں تبدیل کرلیا تھامیں آسماں کی طرف سر اٹھائے اپنی باہیں پھیلائے گھوم رہی تھی اور ایک بوند کوانجوائے کررہی تھی۔

بلال درخت کے پاس اپنے دوستوں کے ساتھ کھڑا ہوا تھا پر اس کی نظریں مجھ پر برف کی طرح جمی ہوئی تھی بلال وہ تمام مناظر اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہا تھا پورے ڈیپارٹمنٹ یا شاید پوری یونیورسٹی میں کوئی ہی ایسی لڑکی تھی جو دنیا سے بے خبر بارش کو اس طرح انجوائے کررہی ہو۔میں نے کھینچ کر اپنی دوستوں کو اپنے ساتھ بارش میں بلانا چاہا پر سب کی سب بارش میں بھیج جانے کے ڈر دے ادھرادھر ہوگئیں مجھے ان کے رویے پرتی برابر بھی فرق نہ پڑا میں دنیا جہاں کی خبروں سے بے خبر بارش میں تر ہونے لگی اپنی گیلی زلفوں کو جو میری آنکھوں کے آگے حائل ہو گئی تھیں ہٹاتے ہوئے بلال کو اپنے سامنے دیکھتے ہی میں اس سے مخاطب ہوئی۔

کتنی اچھی ہوتی ہے ناں یہ بارش بھی پوری طرح بھیگا دیتی ہے۔

بیمار پڑ جاؤ گی تم گرمی کی پہلی بارش بیمار کرتی ہے ویسے بھی آج بڑی خوش نظر آرہی ہو بات کیا ہے۔۔ وہ مسکراتے ہوئے میری گیلی زلفوں کو گھورتا ہوا بولا۔

بارش تو اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اب چاہے پہلی ہو یا آخری نقصان کبھی نہیں پہنچا سکتی میں ہتھیلی سے بوند کو چھوتے ہوئے بولی ۔میں نے پوری کلاس میں ٹاپ کیا ہے خوش تو ہونگی ناں اس کے دوسرے سوال کا جواب دیتی میں بولی۔

ارے واہ ۔مبارک ہو بہت ۔۔۔ بلال نے مجھے مبارکباد دی میں اس کی مبارکباد قبول کرتے ہی واپس پلٹ گئی اور بارش موسم سے محظوظ ہونے لگی۔

گرمی کی پہلی بارش وہ بارش تھی جب یکطرفہ محبت کا جنم ہوا تھا پیار ہوگیا تھا بلال کو رومینہ سے زیادہ اس کی اداسی کی چال ڈھال سے بلال نے طے کرلیا تھا کہ اب وہ رومینہ کو اپنے دل کا حال سنا دے گا وہ اس کی جانب قدم بڑھانے لگا رومینہ کی پشت بلال کی طرف تھی دوقدم اور چلتے چلتے بلال رک گیا اس کے دل میں یہ ڈر تھا کہ اگر کہیں رومینہ نے انکار کردیا تو شاید وہ یہ درد برداشت نہ کر پائے گا

کیونکہ وہ ایک شریف لڑکی تھی اور تو اور وہ ایسے لڑکے کو ہاں کبھی نہیں کرے لحاظہ وہ اپنے قدم آہستہ آہستہ پیچھے ہٹانے لگا بلال کو اس کی سنگت قبول تھی پر اس کا انکار وہ ہر گز برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

گیارہ ماہ کا عرصہ گزر چکا تھا وقت نے اب بھی اپنا اثر میرے دل پر ذرہ برابر نہیں کیا تھا مگر ایک مہربانی تو وقت نے ضرور کر دی تھی بلال جس طرح میرے ساتھ گفتگو کرتا تھا مجھ سے مذاق کرتا تھا ان سب حرکات سے میں یہ ضرور جان گئی تھی کہ وہ مجھ میں دلچسپی لے رہا تھا بغیر کسی غرض کے اگر میں اپنے دل میں جھانک کر دیکھتی تو شاید فوراً ہی بلال کے گلے لگ جاتی پر میں معاملے کو کبھی ہی سنجیدگی کے ساتھ لیا ہی نہیں ہاں البتہ جو شہاب میرے دل میں بلال کی خلاف تھے وہ ضرور ختم ہو چکے تھے۔

مجھے اپنی محبت کا احساس اس وقت ہوا جب ڈیڑھ سال کا عرصہ گزر جانے کے بعد ایک بار پھر موسلا دھار بارش ہوئی ایک زوردار بادل کی گرج سے میں اس سمندر کے ساحل پر آ گئی جس کی گہرائیوں میں میں بغیر سفینے کے جا ڈوبی کہتے ہیں کہ ڈوبنے والے کو تنکے کا سہارا ہی کافی ہوتا ہے اور اس تنکے کا کام بادل کی پر جوش گرج نے کیا جس کے تحت میں یادوں کی دلدل سے نکل کر حال میں آ گئی تھی میں اب کی بار اس خوفناک آواز سے سہم سی گئی تھی خوفزدہ سی ہو گئی۔ اتنے میں میری سہیلی مریم نے میرے پاس آ کر گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

رومی۔ رومی۔ وہ۔ وہ۔ بلال کی جماعت کا یونیورسٹی میں جھگڑا ہو گیا ہے وہ بھی بہت بڑا والا بلال وغیرہ بھی وہی ہیں میں نے ان میں سے ایک انجان لڑکے کے ہاتھ میں تو بندوق تک دیکھی ہے جلدی گھر چلو۔

میں اسکی بات سنے بغیر ہی کچھ سوچے سمجھے بغیر ہی بلال کے پاس بھاگی مریم نے مجھے روکنے کی کوشش کی پر محبت میں ٹھہراؤں کہاں ہے ہوتا ہے وہ تو جذبات کی گہرائیوں میں بہتے چلی جاتی ہیں دوڑی چلی جاتی ہیں پر رکتی ہر گز نہیں۔ حال بھی کچھ ایسا ہی تھا مکمل طور پر بارش میں بھیگ جانے کے بعد میں اس جگہ پہنچ گئی جہاں پر بلال اپنے ساتھیوں بیٹھا کرتا تھا جب میں وہاں پہنچ گئی تو دیکھا کہ بلال جس کے ساتھ جھگڑا کر رہا تھا اس آدمی کے ہاتھ میں بندوق تھی میں دوڑتی ہوئی بلال کے پاس آ گئی اور ان لوگوں کو لڑنے جھگڑنے سے روکنے لگی۔

تم یہاں کیوں آئی ہو تمہارا دماغ صحیح ہے یہ جگہ تمہارے لیے نہیں تم جاؤ یہاں سے رومینہ پلیز جاؤ۔ بلال طیش میں آ کر بولا۔

نہیں جاؤں گی میں اپنی حالت دیکھیں آپ کو لوگ کس طرح مار رہے ہیں۔ آپ چلیں یہاں سے ابھی۔۔ میں نے بلال کے بازو سے کھینچتے ہوئے بولا۔

ہم ایک دوسرے سے مخاطب ہی تھے کہ سامنے سے لڑکے نے بلال کے سینے پر گولی مار دی اور وہاں سے اپنے ساتھیوں کو لے کر چلا گیا بلال زمین پر لڑکھڑا کر گرنے والا تھا کہ میں نے اسے تھام لیا اس کی آنکھوں میں آنسو لیے میں نے بغیر کچھ سوچے سمجھے بلایا آدھے سے زیادہ لوگ ویسے ہی یونیورسٹی سے جا چکے تھے باقی کے گنے چنے لوگ گولی چلنے کی آواز سن کر

بھاگ گئے تھے۔۔

آپ سانسیں لیتے رہیے گا بلال آنکھیں بند مت کیجئے گا پلیز آنکھیں کھولے رکھئے گا کچھ نہیں ہوگا آپ کو۔

ایمبولینس کو کال کرو۔

میں نے ایمبولنس کال کی وہ آئے تو میں بلال کو ایمبولینس میں لٹا کر میں لے گئی راستے میں بلال مجھ سے مخاطب ہونا چاہتا تھا پر میں نے غصے بھری آنکھ دکھا کر اسے کچھ بھی بولنے کا موقع نہ دیا بولنے پر اس کو اور زیادہ تکلیف ہوتی۔

اسکا بچنا مشکل تھا ڈاکٹرز نے کہا کچھ بھی ہوسکتا ہے گولی دل کے کافی قریب لگی تھی۔

میرے اندر بلال کے لیے جو محبت تھی وہ آج پوری طرح عیاں ہو چکی تھی میں اسے اب کھونا نہیں چاہتی تھی روح بن گیا تھا وہ میری۔

میں آپریشن تھیٹر کے اندر داخل ہوئی وہ بے ہوش پڑا تھا اس کا آپریشن ہو چکا تھا پر وہ رسپونس نہیں لے رہا تھا میں اس کے قریب آئی اور اس کے دل پر نرمی سے اپنا ہاتھ رکھ کر بولی۔

میں آپ سے بہت زیادہ محبت کرتی ہوں میں آپ کو کھونا نہیں چاہتی پلیز میرے لیے اٹھ جائیں میری محبت کی خاطر میں جانتی ہوں کہ آپ بھی مجھ سے محبت کرتے ہیں پھر آپ اس طرح مجھے اکیلا چھوڑ کر کیسے جا سکتے ہیں۔

میرا لباس اب بھی پوری طرح بھیگا ہوا تھا جس پر بلال کے جسم کے خون کے نشان چھپے ہوئے تھے میرا ہاتھ اب بھی بلال کے دل پر تھا میرے لمس نے بلال کے لیے شاید وہ کام کیا جو دھڑکنوں کے لیے سانسیں کرتی ہیں تھوڑی ہی دیر ہوئی میرا ہاتھ اس کے دل پر رکھے ہوئے اور میرے آنسو اس کے سینے پر گرتے ہوئے کہ۔ای سی جی۔ پارٹ بیسٹ عیاں کرنے لگا اور بلال آہستہ آہستہ آنکھیں کھولنے لگا میں اس کے دل پر ہاتھ ہٹانے ہی لگی تھی کہ بلال نے اپنے ہاتھ سے میرے ہاتھ ویسے ہی رکھے رہنے دیئے۔

محبت روح کی غذا ہے رومینہ اور تمہارے لمس نے تمہاری محبت کے احساس نے مجھے سانسیں دیں ہیں بلال آہستہ آہستہ نارمل ہونے لگا میں نے تمہاری ساری باتیں دن لیں رومینہ اور میں بہت خوش ہوں یہ جان کر کہ یہ محبت یکطرفہ ہر گز نہیں تھی میری زندگی کی ساتھی بنو گی تم۔ وہ مزید بولا۔

ایک شرط ہے۔ میں آنکھیں پھاڑ کر بولی

جی کیسی شرط۔

بلال کو اس وقت میری یہ شرط منظور تھی یہی کہ آپ ایسے لوگوں سے دوستی چھوڑ رہے ہیں اور کبھی دوبارہ ان میں شمولیت اختیار نہیں کریں گے میں التجانہ انداز اختیار کرتے ہوئے بلال کے قریب جھک کر بولی۔

تم نے مجھے موت کے منہ سے نکالا ہے مجھے سانسیں دی ہیں تمہارے لیے اتنا تو کر ہی سکتا ہوں ویسے بھی ان لوگوں میں رہ کر مجھے صرف بے سکونی اور زخم ہی ملا ہے سکون تو اب آیا ہے میری زندگی جب سے تم نے مجھے اپنایا ہے تو مان جاؤ پلیز۔ بلال دل کی خواہش ظاہر کرتے ہوئے بولا

اچھا نہ مان گئی میں اب آپ آرام کریں میں ڈاکٹر کو آپ کی حالت سے آگاہ کر کے آئی

ہوں ۔ میں بہت خوش تھی کہ میرا بلال زندگی بچ گیا تھا اور وہ بھی صرف میرے لیے ۔ اس سے بڑھ کر میرے لیے اور خوشی کی بات کیا ہوسکتی تھی ۔ میری خوشی کا کوئی بھی ٹھکانہ نہ تھا ڈاکٹر آ گئے انہوں نے بلال کا چیک اپ کیا اور کچھ دن مزید ہسپتال میں ہی رہنے کو کہا ۔ لہذا جب تک وہ ہسپتال میں رہا میں اس کے پاس ہی رہی اس کو اپنی نظروں کے سامنے ہی رکھا شاید وہ بھی یہی چاہتا تھا کہ میں بھی اس کی نظروں کے سامنے ہی رہوں ہم دونوں کی خواہشات ایک ہی جیسی تھیں جو وہ چاہتا تھا وہی کچھ میں چاہتی تھی

کئی دنوں کے بعد وہ تندرست ہوگیا اور اس نے وہی کچھ کیا جو کچھ میں نے اس سے کہا تھا ۔ اس نے میرے پیار کی خاطر برے دوستوں کی سوسائٹی کو چھوڑ دیا تھا اور ایسا بن گیا تھا جیسے کسی فلمی ہیرو کو بنتا ہوا ہم دیکھتے ہیں ۔ وہ شروع ہی سے اچھا تھا لیکن دوستوں میں رہ کر وہ کچھ کچھ بگڑ گیا تھا لیکن اب وہ بالکل سدھر گیا تھا ۔

میں نے گھر والوں سے کچھ بھی نہ چھپایا اور ان کو اپنے اور بلال کے بارے میں سب کچھ کہہ دیا کہ میں نے شادی کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے وہ بھی بلال سے میرے گھر والوں کو میری پسند پر کوئی بھیا اعتراض نہ تھا کیونکہ انہوں نے بھی کچھ ہی دنوں میں اس کو نہ صرف دیکھ لیا تھا بلکہ پوری طرح پرکھ لیا تھا ۔ بھلا پھر وہ انکار کیسے کرسکتے تھے ان کی خوشیاں میرے لیے اور میری خوشیاں ان کے لیے تھیں ۔ وہ اولاد کی خوشیوں کو پرا کرنا جانتے تھے اور یہی ان کا بڑا اپن تھا ۔

آج میں دلہن کے روپ میں بلال کی مسہری میں تھی آج میں بہت خوش تھی جسے چاہا تھا اس کو بغیر کسی مشقت سے اپنا لیا تھا ۔ وہ بھی مجھے حاصل کر کے بہت ہی خوش تھا ۔ وہ خوش ہوتا بھی کیوں نہ اس کو میں جو مل گئی تھی اس کی زندگی کا بہترین ساتھی جو مل گیا تھا ۔

قارئین کرام کیسی لگی میری کہانی اپنی رائے سے مجھے ضرور نوازیئے گا مجھے آپ کی رائے کا شدت سے انتظار رہے گا ۔

غزل

وہ اجنبی ہی سہی پر میری چاہت کا طلبگار بھی تھا
وہ اپنے واعدوں کا کچھ پاسدار بھی تھا
اسے جب بھی بلایا وہ چلا آیا کرتا تھا
وہ اپنی باتوں میں کچھ وفادار بھی تھا
محبت اس کی چھلکتی تھی اس کی باتوں سے
وہ غموں کا بیوپاری محبت کا خریدار بھی تھا
عجب کشمش کا عالم ہوتا تھا اس کی باتوں میں
وہ ہنستا تو تھا پر آنکھوں سے اشکبار بھی تھا
میں کبھی اس کی محبت کو سمجھ ہی نہ پایا عثمان
وہ مجھے چاہتا تو تھا میری محبت کا خریدار بھی تھا
.....غزلوں والے نے نام نہیں لکھا ۔ نامعلوم

شعر

اس کی یادیں اس کے قصے کب تک یوں دہراؤ گے
یادوں کے اس زہر سے آخر اک دن تم مرجاؤ گے
.........شہباز حسین ، فقیر والی